30

سابق واقفینِ زندگی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں

(فرمودہ 4 اگست 1944ء بمقام ڈلہوزی)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"چند ماہ کا عرصہ ہوا مجھے ایک الہام ہوا تھا جس کو مَیں نے ایک خطبہ جمعہ میں بیان بھی کیا تھا کہ ؏

روزِ جزا قریب ہے اور رہ بعید ہے

اُس وقت مَیں نے اِس کا جو مطلب سمجھا تھا وہ یہ تھا کہ اسلامی فتوحات کا زمانہ قریب ہے۔ لیکن ابھی ہماری تیاری مکمل نہیں اور جو راستہ ہم نے طے کرنا ہے وہ ابھی بہت دور ہے۔ اِس الہام کے بیان کرنے کے بعد جو حالات ظاہر ہوئے ہیں اُن سے میرا خیال اِس طرف جاتا ہے کہ اِن معنوں کے علاوہ جو مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں اِس الہام کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ موجودہ جنگ عظیم کا خاتمہ شاید قریب ہے اور ہماری جماعت کو تبلیغ کے لیے ابھی بہت بڑی تیاری کی ضرورت ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں اِس عرصہ میں اتحادیوں کو اِس طرح متواتر فتوحات نصیب ہوئی ہیں اور محوریوں [1] کو اِس طرح متواتر شکستیں ہوتی جا رہی ہیں کہ جن کو دیکھ کر بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کچھ دنوں میں ختم ہونے والی ہے۔

آج سے دو تین سال پہلے جبکہ جنگ کا پہلو انگریزوں کے خلاف تھا اُسی وقت مَیں نے اِس بات کا اظہار کیا تھا اور بتایا تھا کہ میری رائے میں جنگ 1944ء کے آخر یا 1945ء کے شروع میں ختم ہو جائے گی۔ مَیں نے جو یہ بات کہی تھی اس کی بنیاد کسی الہام پر نہیں تھی۔ بلکہ اِس بات پر تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور میرے الہامات اور جماعت کے بعض اَور لوگوں کے الہامات سے معلوم ہوتا تھا کہ تحریک جدید کا اجراء خاص الٰہی تصرف کے ماتحت ہوا ہے۔ چونکہ تحریک جدید کے پہلے دَور کی میعاد 1944ء کے آخر میں ختم ہو جاتی ہے اِس لیے میرا خیال تھا کہ اس خدائی فعل کا خاتمہ ضرور کسی اہم مقصد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور جس وقت مَیں نے تحریک جدید شروع کی تھی اُس وقت مَیں نے بتایا تھا کہ چونکہ حکومت کے بعض افسروں نے ہم پر ظلم کیے ہیں اِس لیے ان کو ضرور اِس ظلم کی سزا ملے گی۔ اور مَیں نے بیان کیا تھا کہ ہمارے پاس تو ایسے سامان نہیں کہ ہم اِن کو سزا دے سکیں لیکن خدا کے پاس ہر قسم کے سامان ہیں وہ ضرور ان کو ان کے ظلم کی سزا دے گا۔ یہ بات میرے 1934ء اور اس کے بعد کے خطبات میں موجود ہے جس کے ماتحت انگریزوں کا جنگ میں حصہ لینا مقدر تھا۔ مَیں نے قبل از وقت کہہ دیا تھا کہ گو آخر میں فتح انگریزوں کے لیے مقدر ہے مگر حکومت کی طرف سے ہمارے ساتھ انصاف کرنے میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ اُن کی سزا اِن کو ضرور ملے گی۔ چنانچہ جنگ میں بے شک اِن کی فتح تو ہو جائے گی لیکن اِن کے لاکھوں آدمی مارے گئے ہیں اور کروڑوں کروڑ روپیہ خرچ ہو گیا ہے۔ پس انگریزوں کو فتح گو حاصل ہو جائے گی مگر مالی لحاظ سے وہ کچلے جائیں گے اور ان کے لیے جنگ کے بعد سر اٹھانا مشکل ہو گا۔ دراصل جنگ کے بعد مالی لحاظ سے انگریز امریکنوں کے ہاتھ میں ہیں اور ان کی حالت اقتصادی طور پر جنگ کے بعد کے چند سالوں تک امریکہ کے مقابل ایک ماتحت کی سی رہ جائے گی۔ یعنی اگر امریکن ان پر کوئی دباؤ ڈالنا چاہیں تو انگریز انکار نہیں کر سکیں گے۔ اِس کے مقابلہ میں جہاں تک فوجی طاقت کا سوال ہے یہ طاقت روس کی بہت بڑھ گئی ہے۔ روس نے فوجی لحاظ سے اِتنی عظیم الشان طاقت پیدا کر لی ہے کہ جنگ کے بعد جہاں امریکہ مالی لحاظ سے سب سے آگے نکل جائے گا وہاں فوجی طاقت کے لحاظ سے روس بہت آگے

نکل جائے گا۔ بہر حال تحریک جدید کا اجراء جن اغراض کے ماتحت الٰہی تصرف سے ہوا تھا اُن کی وجہ سے مَیں سمجھتا تھا کہ تحریک جدید کا پہلا دَور جب ختم ہو گا تو خدا تعالیٰ ایسے سامان بہم پہنچائے گا کہ تحریک جدید کی اغراض کو پورا کرنے میں جو روکیں اور موانع ہیں خدا تعالیٰ ان کو دور کر دے گا اور تبلیغ کو وسیع کرنے کے سامان بہم پہنچا دے گا۔ اور چونکہ تبلیغ کے لیے یہ سامان بغیر جنگ کے خاتمہ کے میسر نہیں آسکتے اِس لیے مَیں سمجھتا تھا کہ 1944ء کے آخر یا 1945ء کے شروع تک یہ جنگ ختم ہو جائے گی اور ہمیں تبلیغ کے لیے آسانی سے سامان میسر آسکیں گے۔ چنانچہ اب اِس قسم کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ مستقبل کے متعلق یقینی طور پر تو نہیں کہا جاسکتا لیکن "ہونہار بِروا کے چکنے چکنے پات"۔ آثار سے پتہ لگتا ہے کہ میرا وہ خیال درست تھا۔ اب ایسے تغیرات پیدا ہو رہے ہیں کہ جنگ اِس سال کے آخر یا اگلے سال کی پہلی ششماہی میں ختم ہو جائے گی۔

چنانچہ آج انگلستان کے وزیر اعظم کی اخبارات میں تقریر شائع ہوئی ہے کہ عنقریب ہم جرمنی کو شکست دیں گے جس کے بعد جاپان بھی ہتھیار ڈال دے گا۔ اِس کے ساتھ ہی انگلستان کے وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ کے اجلاس کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ پارلیمنٹ کا موجودہ اجلاس ختم ہوتا ہے۔ اب 20 ستمبر کو پارلیمنٹ کُھلے گی۔ اگر اس عرصہ میں دشمن نے ہتھیار ڈال دیے تو 20 ستمبر سے پہلے ہی پارلیمنٹ کا اجلاس بلا لیا جائے گا۔ اِس اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو امید ہے کہ شاید دشمن 20 ستمبر سے پہلے ہی ہتھیار ڈال دے گا۔ یہ حالات بتا رہے ہیں کہ جنگ اس سال کے آخر یا 1945ء کے شروع میں ختم ہو جائے گی۔ جنگ کے ختم ہو جانے کے معاً بعد تبلیغ کے لیے تمام سہولتیں میسر نہیں آسکتیں مگر بہت سی تنگیاں ضرور دور ہو جائیں گی۔ اگر پہلے گورنمنٹ پاسپورٹ دینے میں بخل سے کام لیتی تھی تو جنگ کے بعد بخل تو کرے گی مگر اتنا نہیں۔ پہلے اگر دس بیس آدمیوں کو پاسپورٹ ملتا تھا تو پھر پچاس ساٹھ آدمیوں کو ملنے لگ جائے گا۔ غرض کچھ نہ کچھ سہولتیں جنگ کے خاتمہ پر ضرور میسر آجائیں گی اور جنگ کے خاتمہ کے بعد ایک سال کے اندر اندر تو اِنْشَاءَ اللّٰہُ حالات بالکل پلٹا کھا جائیں گے۔ فوجوں کے اپنے اپنے ملکوں میں واپس چلے جانے کے سبب بہت سے جہاز فارغ

ہو جائیں گے۔ جنگی سامان بھی اِدھر اُدھر لے جانے کی ضرورت نہیں رہے گی، سپاہی واپس آ جائیں گے۔ چھ سات ماہ یا آٹھ نو ماہ تک تو جہازوں پر سے جنگ کا بوجھ بالکل اٹھ جائے گا اور کثرت سے جہاز فارغ ہو جانے کی وجہ سے پھر جہاز ران کمپنیوں کا آپس میں مقابلہ شروع ہو جائے گا۔ جب مقابلہ ہو گا تو جہاز سواریوں کے محتاج ہوں گے اور جب سواریوں کے محتاج ہوں گے تو لازماً زیادہ جگہ ملے گی۔ گورنمنٹ تجارت کو فروغ دینے کے لیے جہازی انتظام کو ترقی دیتی ہے۔ جب جہازی انتظام وسیع ہو گا اور اس میں ترقی ہو گی تو لازماً پاسپورٹوں کے حاصل کرنے میں زیادہ سہولتیں دی جائیں گی۔ کیونکہ اگر پاسپورٹ زیادہ نہیں ملیں گے تو سواریاں کم ہوں گی اور اگر سواریاں کم ہوں گی تو جہازی کمپنیوں کی مالی حالت کمزور ہو جائے گی اور اگر جہازی کمپنیوں کی مالی حالت کمزور ہو گی تو ملک کی تجارت بھی لازماً کمزور ہو جائے گی۔ اس لیے لازماً گورنمنٹ جہازوں کے انتظام کو ترقی دینے کے لیے زیادہ پاسپورٹ دے گی تاکہ جہازی کمپنیوں کے کام میں ترقی ہو۔ پس جہاز رانی کی ترقی کے ساتھ جب سفر میں سہولت ہو جائے گی جب گورنمنٹ جہاز رانی کی ترقی اور تجارت کو فروغ دینے کے لیے زیادہ پاسپورٹ دے گی تو ہم آسانی سے جہاں چاہیں گے مبلغ بھیج سکیں گے۔

تحریک جدید کے واقفین کو تین تین چار چار سال پڑھائی کرتے ہو گئے ہیں مگر ابھی بہت فاصلہ باقی ہے جس کو انہوں نے طے کرنا ہے۔ واقفین کے اس گروپ کی پڑھائی کی تکمیل کا اندازہ ایک سال کا ہے۔ یہ ایک سال بھی دنیاوی علوم کے لیے ہے۔ اس کے بعد علم کلام، بائیبل اور غیر مذاہب کے لٹریچر کے مطالعہ اور سلسلہ کے لٹریچر کے مطالعہ پر بھی کچھ عرصہ لگے گا۔ گویا قریب ترین میعاد دو سال کی ہے۔ اگر واقفین دیانت داری اور محنت سے تعلیم حاصل کریں تو دو سال میں وہ تیار ہوں گے اور جنگ کے خاتمہ پر جو تغیرات پیدا ہوں گے اُن سے ہم پورے طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ اِس وجہ سے مَیں نے واقفین تحریک جدید پر زور ڈالا تھا کہ وہ اپنی تعلیم کو جلدی مکمل کریں۔ مگر افسوس ہے کہ جتنی پڑھائی انہوں نے اِس عرصہ میں کی ہے میرے نزدیک اگر دیانت داری اور محنت سے کام لیا جاتا تو اِس سے آدھے وقت میں اِتنی پڑھائی ہو سکتی تھی۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ باری باری ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر اور دوسری

سے تیسری سیڑھی پر چڑھا جاتا ہے۔ ممکن ہے واقفین کا دوسرا بیج(Badge)، پہلے بیج(Badge) کی پڑھائی کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتا ہوا زیادہ سہولت کے ساتھ اور زیادہ تفصیلی علم حاصل کرے۔ مگر اس سے پہلے بیج(Badge) کی قدر ضرور کم ہو جائے گی۔ پس مَیں واقفین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اگر انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو نہ سمجھا اور محنت سے کام نہ لیا تو ان کے لیے پہلی صف میں لڑنے کا موقع کھویا جائے گا۔ جتنی جلدی وہ پڑھائی مکمل کریں گے اُتنی ہی جلدی ان کو بطور مبلغ باہر بھیجا جاسکے گا۔ اور جتنی وہ پڑھائی میں دیر کریں گے اُتنا ہی ان کو باہر بھیجنے میں دیر لگے گی یا اگر جلدی بھیج دیا گیا تو وہ مبلغ بے تیاری کے باہر جائے گا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کے بعد آنے والا گروہ کامل علم والا ہو گا اور آخر عمر تک فوقیت رکھنے والا ہو گا۔ کیونکہ پہلے گروہ میں سے جب کسی کو ایک جگہ تبلیغ کا انچارج مقرر کر دیا جائے گا تو پھر اُس سے یہ امید رکھنا مشکل ہے کہ وہ اپنی پڑھائی مکمل کر سکے گا۔ لیکن دوسرا گروہ زیادہ علم حاصل کر لے گا اور یہ لازمی بات ہے کہ جو علم میں بڑھ کر ہو گا اُس کو پہلی صف میں کام کرنے کا موقع زیادہ ملے گا اور یہ پہلا گروہ پہلی صف کی جگہ دوسری صف میں کھڑا ہونے پر مجبور ہو گا۔

پس ایک تو مَیں واقفین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ زیادہ محنت اور دیانت داری سے پڑھائی کریں۔ دوسرے مَیں جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ واقفین کی تحریک کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے۔ اِس وقت تک جتنے آدمیوں نے اپنے آپ کو وقف کے لیے پیش کیا ہے ان میں سے کئی ایسے ہیں جو سوتے ہوئے اپنے آپ کو وقف کے لیے پیش کر دیتے ہیں اور ان کو علم نہیں ہوتا کہ وقف کیا چیز ہے؟ اور اس کے بعد کون کونسی ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ کئی ایسے ہیں جو اپنے آپ کو وقف کے لیے پیش کرتے ہیں مگر جب اُن کو بلایا جاتا ہے تو پھر آتے نہیں۔ کئی ایسے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اخلاص سے وقف کے لیے پیش کیا لیکن درحقیقت اُن کی قربانی وقت کے لحاظ سے مفید نہیں کیونکہ ان میں سے یا تو اچھے اچھے پیشوں پر لگے ہوئے ہیں یا اچھی اچھی کمائیاں کر رہے ہیں۔ مثلاً بعض وکیل ہیں، بعض ڈاکٹر ہیں، بعض اَور اچھے اچھے کاموں پر لگے ہوئے ہیں اور ان کی عمر کا کافی حصّہ گزر چکا ہے۔ اس قسم کے لوگ اگر پنشن لے کر اور اپنے کام سے فارغ ہو کر مرکز میں آکر کام کریں تو سلسلہ کے لیے مفید

ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر ان کو ولایت یا امریکہ باہر کسی جگہ تبلیغ کے لیے بھیج دیا جائے تو وہ مفید نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اول تو ان کی عمر کا وہ حصہ گزر چکا ہے جس میں ان کو مبلغ بننے کے لیے ٹرینڈ کیا جائے اور دوسرے وہ خود اور ان کے بیوی بچے پانچ پانچ، چھ چھ سو یا ہزار ہزار روپے میں گزارہ کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اب اگر ان کو بیس پچیس روپے دیے جائیں تو اِس میں وہ گزارہ نہیں کر سکتے۔ یہ ایسی چیز ہے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ایسے موقع پر اپنے آپ کو وقف کرنے والے لوگ کہیں اپنا پہلا ایمان بھی نہ کھو بیٹھیں۔ اگر اِس قسم کے واقفین کو نکال دیا جائے تو باقی واقفین کی تعداد سوڈیڑھ سو رہ جاتی ہے۔ باقی یا تو وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو بغیر سوچے سمجھے پیش کر دیا ہے اور اُن کو وقف کی حقیقت کا بالکل علم نہیں۔ اِس قسم کے واقفین میں سے ایک شخص کی چِٹھی آئی کہ مَیں اپنے آپ کو وقف کرتا ہوں مگر یہ بتایئے تنخواہ کیا ملے گی؟ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے کہ ایک لڑائی کے موقع پر انگریزوں نے کشمیر کے راجہ سے کہا کہ تم بھی ہماری مدد کے لیے فوج بھیجو۔ چنانچہ راجہ نے افسروں کو حکم دیا کہ فوج تیار کرو۔ افسروں نے فوج سے جا کر کہا کہ تم سرکار کا نمک کھاتے رہے ہو، اب لڑائی کا موقع ملا ہے تمہارا فرض ہے کہ حقِ نمک ادا کرو۔ تمہیں انعام ملیں گے اور عزت بھی بڑھ جائے گی۔ اِس کے بعد پھر افسروں نے راجہ سے درخواست کی کہ ہم ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتے ہیں۔ راجہ نے اجازت دی اور اُن کشمیری فوجی افسروں نے آکر عرض کیا کہ حضور! فوج تیار ہے اور فوج کے سب لوگ خوش ہیں کہ انہیں لڑنے کا موقع ملا ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ پٹھانوں سے لڑائی ہے اور وہ بہت سخت ہوتے ہیں اِس لیے ہمارے ساتھ مضبوط پہرہ کا انتظام کیا جائے۔ اِسی طرح واقفین کا حال ہے کہ بار بار خطبے سنتے اور پڑھتے ہیں، وقف کی شرائط اور فارم چھپے ہوئے ہیں۔ اُن میں لکھا ہوا ہے کہ وقف کرنے والا یہ عہد کرے کہ مَیں بغیر کسی معاوضہ کے دین کا کام کروں گا اور اگر سلسلہ کی طرف سے مجھے کچھ دیا جائے گا تو مَیں اُس کو خدا کا احسان سمجھوں گا۔ لیکن بعض واقف ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو وقف کے لیے پیش تو کرتے ہیں لیکن جب ان کو بلایا جائے تو کہتے ہیں یہ بتایئے تنخواہ کیا ملے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ کانوں میں روئی ٹھونس کر خطبہ سنتے ہیں اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر شرائط

پڑھتے ہیں۔ اِس قسم کے لوگوں سے دین کی خدمت کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ ایسا انسان سوتا ہی پیدا ہوتا ہے، سوتا ہی زندگی بسر کرتا ہے اور سوتا ہی مر جاتا ہے اور سلسلہ کو اس سے کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ شاید صرف نام پیش کر دینے سے ہی عزت مل جائے گی۔ حالانکہ نام پیش کر کے پیچھے ہٹ جانا خدا تعالیٰ کے عذاب کو بلانے کا موجب ہے۔ پس واقفین میں سے ایک طبقہ تو اِس قسم کا ہے کہ اُس کو وقف کی حقیقت کا علم نہیں اور دوسرا طبقہ اِس قسم کا ہے کہ انہوں نے اخلاص سے اپنا نام پیش کیا ہے لیکن اُن کے حالات ایسے نہیں کہ اُن کا وقف مفید ہو سکے۔ کیونکہ یا تو وہ مفید کاموں پر لگے ہوئے ہیں اور یا اُن کا اس جگہ سے ہٹانا اُن کے لیے اور اُن کے خاندان کے لیے ٹھوکر کا موجب ہو گا۔ اور طاقت و قوت اور عمر کے لحاظ سے اُن کو کام سپرد کرنا ایسا ہی ہے جیسے لنگڑے آدمی کو دوڑنے کے لیے کہا جائے۔ اِس دوڑ میں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جن کی دونوں ٹانگیں سلامت ہوں۔ اگر ہم ایسے آدمی کو دوڑنے کا حکم دیں جس کی دونوں ٹانگیں ماری ہوئی ہوں یا ایک ٹانگ ماری ہوئی ہو تو یہ چیز ہماری کم عقلی پر دلالت کرے گی کہ ہم نے صحیح انتخاب نہیں کیا۔ پس اگر اِس قسم کے آدمیوں کو نکال دیا جائے تو چار پانچ سو میں سے صرف چالیس پچاس یا ساٹھ ستّر واقفین ایسے رہ جاتے ہیں جو تمام شرائط کے مطابق اُتریں گے۔ لیکن جو کام ہمارے سامنے ہے اُس کے لیے سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدمیوں کی ضرورت ہے۔

پس مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وقف کے لیے ایسے نوجوانوں کو تیار کر لیں کہ ایک تو اُن کی عمر تیس سال سے کم ہو اور دوسرے جسم کے لحاظ سے ایسے مضبوط ہوں کہ علم حاصل کر سکتے ہوں۔ تیسرے یہ کہ عربی یا انگریزی کے گریجوایٹ ہوں تا اُن کو جلدی ٹریننگ دے کر تیار کیا جا سکے۔

ہم نے اِس سال انٹرنس 2(ENTRANCE) پاس بھی لیے ہیں اور مدرسہ احمدیہ کے ساتویں پاس بھی لیے ہیں۔ کیونکہ فوری ضرورت تھی۔ اب چونکہ تیس چالیس نوجوان پڑھائی کرنے والے ہو گئے ہیں۔ اِس لیے آئندہ وقف کے لیے شرط یہ ہے کہ یا عربی گریجوایٹ ہو (ہمارے نقطۂ نگاہ سے عربی گریجوایٹ سے مراد مولوی فاضل نہیں۔

مولوی فاضل کو ہم نے اِس سال سے اُڑا دیا ہے بلکہ گریجوایٹ سے اپنی یونیورسٹی کا گریجوایٹ مراد ہے یعنی جو جامعہ کی چار جماعتیں پاس ہو) یا پھر پنجاب یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہو۔ ہاں! اگر کوئی ایسا طالب علم اپنا نام پیش کرے جو ابھی تعلیم حاصل کر رہا ہے تو تعلیم مکمل کرنے کے بعد اُس کو بھی لے لیا جائے گا۔ لیکن اُس کا فرض ہو گا کہ وہ اپنے طور پر تعلیم مکمل کرے اور تعلیم کا خرچ خود برداشت کرے سلسلہ اُس کی تعلیم کا بوجھ نہیں اٹھائے گا کیونکہ اگر اِس طرح اُس پر روپیہ خرچ ہوتا رہے تو آئندہ تبلیغ کے رستہ پر چلنا مشکل ہو جائے گا۔

تیسرے مَیں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تحریک جدید کے پہلے دَور کی قربانی ابھی ابتدائی قربانی ہے جس میں زیادتی کی گنجائش ہے۔ تحریک جدید کے دوسرے دَور کا اعلان تو مَیں اِنْشَاءَ اللّٰہُ نومبر میں کروں گا جس میں دوسرے دور کے قواعد وغیرہ بیان کروں گا۔ اِس وقت مَیں جماعت کے کارکنوں اور تحریک جدید کے سیکرٹریوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جماعت کو دوسرے دَور میں حصہ لینے کے لیے آمادہ کریں۔ جنہوں نے پہلے دَور میں حصہ نہیں لیا وہ دوسرے دَور میں حصہ لینے کے لیے تیار ہو جائیں۔ اور جنہوں نے پہلے دَور میں حصہ لیا ہے وہ دوسرے دَور میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لیں تاکہ تحریک جدید کے دوسرے دَور میں پہلے دَور سے زیادہ ریزرو فنڈ قائم ہو جائے جو تبلیغ کو وسیع کرنے میں مُمِد ہو۔

ابھی جماعت میں اِس تحریک کا بہت موقع اور گنجائش ہے۔ ہماری لاکھوں کی جماعت ہے مگر صرف پانچ ہزار آدمی ہیں جنہوں نے تحریک جدید کے پہلے دَور میں حصہ لیا ہے۔ اگر اِس تحریک کو زیادہ وسیع کیا جائے تو دو تین لاکھ آدمی حصہ لے سکتے ہیں۔ اگر اِس تعداد میں سے آدھے بچے نکال دیے جائیں تو ڈیڑھ لاکھ اور اگر عورتوں کو بھی نکال دیں تو 75 ہزار آدمی تحریک میں حصہ لینے والے ہونے چاہییں جن میں سے پہلے دور میں صرف پانچ ہزار نے حصہ لیا ہے اور 70 ہزار باقی ہیں۔ اگر تحریک جدید کا محکمہ مضبوط خط و کتابت کرے اور جماعت کے لوگ بھی کوشش کریں تو دوسرے دَور میں پہلے دَور سے بھی زیادہ ریزرو فنڈ قائم ہو سکتا ہے۔

مَیں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ یہ زمانہ ٹھہرنے کا نہیں بلکہ دوڑنے اور کام کرنے کا زمانہ ہے۔ دشمن جتنا آگے دوڑتا جا رہا ہے اُس کو پکڑنے کے لیے اُس سے زیادہ رفتار کے ساتھ ہم کو

اُس کے پیچھے بھاگنا چاہیے۔ جو آگے دوڑنے والے سے کم دوڑتا ہے یا اُس کے برابر دوڑتا ہے وہ آگے دوڑنے والے کو کبھی نہیں پکڑ سکتا۔ وہی پکڑے گا جو آگے دوڑنے والے سے زیادہ تیز رفتار ہو۔ پس جب تک ہم یورپ کے لوگوں سے زیادہ تیز رفتاری اختیار نہیں کرتے، جب تک ہم یورپ کے لوگوں سے زیادہ قربانیاں نہیں کرتے، جب تک ہم یورپ کے لوگوں سے زیادہ محنت نہیں کرتے، جب تک ہم یورپ کے لوگوں سے زیادہ سلسلہ کے کاموں پر وقت خرچ نہیں کرتے اُس وقت تک یہ امید رکھنا غلطی ہے کہ دین کی فتح کا کام ہمارے ہاتھوں سے ہو گا اور خدا تعالیٰ ہماری جگہ کسی اَور کو کھڑا نہیں کرے گا۔

اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ جس وقت اپنی طرف سے پوری کوشش اور پوری طاقت خرچ کر دی جائے تو بقیہ کمی خدا اپنے پاس سے پوری کر دیتا ہے۔ لیکن جب تک مومن کافر سے زیادہ محنت نہیں کرتا، جب تک مومن کافر سے زیادہ قربانی نہیں کرتا، جب تک مومن کافر سے زیادہ تیز رفتار نہیں ہوتا، جب تک مومن کافر سے زیادہ اپنا وقت دین کے کاموں پر خرچ نہیں کرتا اُس وقت تک یہ امید رکھنا کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کمی کو پورا کر دے گا یہ خدا تعالیٰ سے تمسخر ہے۔ اور یاد رکھو بادشاہوں سے تمسخر کبھی اچھے پھل نہیں لایا کرتا"۔

(الفضل 29/اگست 1944ء)

---

1 : محوریوں (The Axis) دوسری جنگِ عظیم کے دوران جرمنی، اٹلی اور جاپان کا باہمی اتحاد

2 : انٹرنس: (Entrance) وہ امتحان جِسے پاس کر کے طالبعلم کالج میں داخلہ لے سکتا ہے۔